غلبہ اسلام خدا تعالیٰ کے فیصلہ کے مطابق اس دنیا میں ضرور ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اُس کو دنیا کی کوئی طاقت نہیں مٹا سکتی

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۷؍جولائی ۱۹۶۷ء بمقام کراچی)

(غیر مطبوعہ)

☆ مسجد کوپن ہیگن ڈنمارک کے افتتاح کی غرض سے پہلے سفر یورپ پر روانگی۔

☆ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آئندہ زمانہ کے بارہ میں پیشگوئیوں کا تذکرہ

☆ میری طبیعت پر اثر ہے کہ ہم پیشگوئیوں کے انذاری حصہ کو نمایاں نہیں کرتے۔

☆ خدا تعالیٰ کے قرب کے حصول کے لئے آسمانی پانی کی ضرورت ہے۔

☆ ایک نہایت ہی مبشر خواب کا تذکرہ

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

دوست جانتے ہیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ کل صبح اُداس مگر پُر امید اور پُر یقین دل کیساتھ یورپ کے سفر پر میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ روانہ ہو رہا ہوں۔

اس سفر کی وجہ تو یہ بنی کہ کوپن ہیگن میں ہماری احمدی بہنوں کے چندہ سے ایک مسجد تیار ہو رہی ہے جو قریباً مکمل ہوگئی ہے۔ اس مسجد کے افتتاح کے لئے بعض دوستوں نے مشورہ دیا تھا کہ مجھے وہاں جانا چاہئے مسجد کے افتتاح کا تو ایک بہانہ ہے۔ کیونکہ خدا کے گھر کا انسان نے کیا افتتاح کرنا ہے۔ لیکن اس خیال سے کہ یہ ایک تقریب باہر سفر کی پیدا ہوگئی ہے۔ اس سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔ وہاں جانے کا پروگرام بنایا، ایسے وقت میں بنایا کہ جب مشرقِ وسطیٰ کے حالات ابھی پوری طرح خراب نہ ہوئے تھے۔ لیکن آثار سے یہ ظاہر ہو رہا تھا۔ کہ وہاں جنگ غالباً شروع ہو جائے گی۔ اس لئے ہم نے راستہ لیا ہے۔ طہران، ماسکو، فرینکفورٹ کا۔ اس وقت بھی میں نے ہدایت دی تھی کہ یہ راستہ اختیار کیا جائے مشرقِ وسطیٰ کے بعض ملکوں میں جو فلائٹس (Flights) اُترتی ہیں وہ راستہ نہ لیا جائے اب تو بعض ایروڈرم اسلامی ملکوں کے پھر کھل گئے ہیں (ہوائی جہازوں کیلئے) لیکن ایک عرصہ بند بھی رہے ہیں۔ اب بھی بعض ملک ایسے ہیں کہ وہاں کی فلائٹس (Flights) ابھی جاری نہیں ہوئیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں بھی شاید اللہ تعالیٰ کی کوئی حکمت ہے۔ اس لئے کہ جب یہ سفر سامنے آیا اور پھر ہم نے غور کیا اور پھر فیصلہ کیا کہ ہم روانہ ہونگے۔ تو اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعدد الہامات کے متعلق غور کرنے کا موقع ملا اور بعض ایسی باتیں توجہ کے سامنے آئیں۔ پڑھتے تو ہم پہلے بھی تھے۔ لیکن

توجہ خاص طور پر ان کی طرف مبذول ہوئی جو اس طرح نمایاں طور پر نظر کے سامنے نہیں تھیں۔ مثلاً ایک بڑی نمایاں چیز ہمیں یہ نظر آتی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جن پانچ عالمگیر تباہیوں کے متعلق خبر دی ہے جن میں سے دو جو ہیں وہ پہلی عالمگیر جنگ اور دوسری عالمگیر جنگ کی شکل میں ظاہر ہو چکی ہیں بڑی تباہی ان کی وجہ سے دنیا میں ہوئی اور لاکھوں اموات انسانوں کی ہوئیں ایک تیسری عالمگیر تباہی (پانچ میں سے تیسری) قریب ہمیں نظر آ رہی ہے۔ تو جب ان تینوں کے متعلق اور ان الہامات پر سوچا گیا اور غور کیا گیا تو بعض نئی باتیں سامنے آئیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جہاں ان عالمگیر تباہیوں کا ذکر فرمایا ہے وہاں بڑی تفصیل کے ساتھ ان کی علامات بھی بتائی ہیں جو چیز سامنے آئی اور بڑی دلچسپ تھی وہ یہ کہ بعض ایسی علامتیں بتائی گئیں ہیں جو پہلی جنگ پر تو چسپاں ہوتی ہیں لیکن دوسری بعد میں ہونے والی کے متعلق ہم نہیں کہہ سکتے۔ بعض ایسی علامتیں ہیں جو پہلی اور دوسری عالمگیر جنگ اور عالمگیر تباہی جو دنیا پر آئیں ان پر تو چسپاں ہی نہیں ہوتیں نہ ہو سکتی تھیں۔ اس وقت ایسے حالات ہی نہیں تھے۔ کہ وہ واقعہ جس کا تعلق موجودہ تباہی کے ساتھ ہے وہ واقعہ ان عالمگیر تباہیوں کے حالات میں ہو ہی نہیں سکتا تھا ناممکنات میں سے تھا۔ مثلاً ایک بات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کسی ایک عالمگیر تباہی کے متعلق یہ بیان فرمائی ہے کہ اس موقع پر علاقے کے علاقے ایسے ہوں گے جہاں سے زندگی ختم ہو جائے گی یہ نہیں کہ انسان مر جائینگے یا بعض چرند اور پرند جو ہیں اس کی لپیٹ میں آ جائیں گے بلکہ وہاں لائف (Life) نہیں رہے گی۔ لائف ایگزیسٹ (Life Exist) نہیں کرے گی۔ (اس علاقہ میں) بڑی وضاحت کے ساتھ واضح الفاظ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بات کو بیان کیا ہے۔ پہلی عالمگیر تباہی اور دوسری عالمگیر تباہی کے موقع پر کوئی علاقہ ایسا نہیں تھا۔ جہاں زندگی ختم ہو گئی ہو نہ ایسا ہونا ممکن تھا سوائے ایک نمونہ کے جو دوسری عالمگیر تباہی کے آخر میں دنیا کو دکھایا گیا اور میں سمجھتا ہوں کہ اس میں دنیا کو یہ سبق لینا چاہئے جو انہوں نے نہیں لیا کہ جو تیسری عالمگیر تباہی ہے۔ اس تباہی کے موقع پر اس قسم کے حالات پیدا ہونگے یعنی جو اٹیم بم امریکہ نے جاپان پر پھینکا وہ ایک چھوٹا سا علاقہ تھا۔ جس میں زندگی ختم ہو گئی انسان کی زندگی نہیں، پرند کی زندگی نہیں، چوپایوں کی زندگی نہیں بلکہ کوئی کیڑا مکوڑا بھی وہاں زندہ نہیں رہا۔ صحیح طور پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس جگہ سے زندگی ختم ہو گئی ہے۔ تو اس قسم کی تباہی جو ہے اس کی خبر دی گئی ہے دنیا کو۔ جس وقت یہ خبر دی گئی تھی۔ اس

وقت کسی انسان کو بھی وضاحت کے ساتھ یہ علم نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ایٹم کے اندر اس قدر توانائی رکھی ہے۔ ایک انہونی بات تھی۔ اس واسطے ہم پڑھتے تھے اور گزر جاتے تھے۔ کوئی کچھ خیال کرتا ہوگا کوئی کچھ!!! یہ چیز سمجھ میں نہ آسکتی تھی۔ لیکن اب ہماری سمجھ میں آنے لگ گئی ہے ایک اور ایسی چیز جو بالکل ناممکن ہے اس وقت۔ اس کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خبر دی ہوئی ہے اور وہ یہ ہے کہ:۔

''میں اپنی جماعت کو رشیا کے علاقہ میں ریت کی مانند دیکھتا ہوں''۔

(تذکرہ ایڈیشن چہارم صفحہ ۶۹۱)

ایسی زبردست پیشگوئی ہے کہ عقل کے نزدیک انہونی بات ہے خدا کے نزدیک تو ہونی بات ہے ہو کر رہے گی۔ لیکن عقل کے نزدیک یہ انہونی بات ہے اس قوم کا مذہب کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ وہ قوم یہ دعویٰ لے کر کھڑی ہوئی ہے کہ ہم زمین سے خدا تعالیٰ کے نام کو اور آسمان سے اس کے وجود کو مٹا دیں گے اور اس قوم کے متعلق یہ پیشگوئی کی جارہی ہے کہ وہ نہ صرف اپنے اس دعویٰ میں ناکام ہوگی بلکہ بتایا یہ جارہا ہے کہ یہ قوم جو دنیا میں دعویٰ کے ساتھ کھڑی ہوئی کہ مذہب ہے ہی سارا دھوکا بازی اور نہ خدا اور نہ اس قسم کی ہستی ممکن ہوسکتی ہے نہ یہ مذاہب خدا کی طرف سے ہیں۔ عام طور پر یہ مشہور ہے کہ ایک لاکھ بیس ہزار یا چوبیس ہزار پیغمبر دنیا میں آیا۔ ان لوگوں کے نزدیک یہ ایک لاکھ چوبیس ہزار مقدس وجود جنہوں نے نہ صرف دلائل کے ساتھ بلکہ آسمانی نشانوں کے ساتھ اپنی صداقت دنیا کے سامنے پیش کی تھی سارے فراڈ تھے۔

تو اس قوم کے متعلق دو باتوں کا ذکر کیا گیا ہے اور بظاہر وہ دونوں ہی انہونی باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ ایک یہ کہ اگر یہ ایٹامک ورلڈ ہوگئی ایٹم کی جنگ کے اندر یہ ملوث ہوئے اور دوسرے گروہوں کے ساتھ لڑ پڑے، تو جہاں بڑی کثرت سے تباہی آئے گی اور اس کے ملک میں بھی بعض علاقے ایسے ہونگے کہ جہاں زندگی کا خاتمہ ہو جائیگا وہاں ساتھ ہی یہ بھی بتایا ہے کہ اس ملک میں بسنے والوں کی کافی تعداد بچ جائے گی مرے گی نہیں اور پھر وہ اپنے ملک میں پھیلے گی اور اسے آباد کرے گی اور دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ اس قسم کے آسمانی نشان ظاہر کرے گا کہ وہ خدا کی طرف رجوع کریں گے اور تیسرے یہ کہ جب وہ خدا کی طرف رجوع کریں گے تو سوائے احمدیت کی گود کے اور کہیں ان کو پناہ نہیں ملے گی۔ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ اگر ہم نے اللہ تعالیٰ سے حقیقی اور سچا تعلق قائم کرنا ہے تو احمدیت ہی اس کا ذریعہ ہے۔ جس کے نتیجہ میں ہم اپنے پیدا کرنیوالے اپنے ربّ سے حقیقی اور سچا تعلق

قائم کر سکتے ہیں ۔ یہ ساری باتیں آج ناممکن نظر آتی ہیں ۔ یا کم از کم ایسا دعویٰ کر دینا بڑا ہی عجیب معلوم ہوتا ہے ۔ ہمیں یہ تو نظر آ رہا ہے کہ شاید ایٹم کی جنگ ہو جائے لیکن یہ دعویٰ کرنا کہ اگر ایٹم کی جنگ ہو جائے تو امریکہ کے متعلق جہاں تک مجھے علم ہے یہ نہیں بتایا گیا کہ سارے مر جائینگے تباہ ہو جائیں گے یا بچیں گے نہیں بچیں گے ۔ لیکن روس کے متعلق بتایا گیا ہے کہ اگرچہ اس کے بعض علاقے تباہ ہو جائینگے لیکن اس قوم کی اکثریت زندہ رہے گی وہ اسلام کو قبول کرے گی اور اپنے ربّ سے تعلق قائم کرے گی ۔ اتنا زبردست دعویٰ اور اتنی انہونی بات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دنیا کے سامنے رکھی ۔ دنیا اس وقت تک بھی اس بات کو ہنسی اور ٹھٹھے میں اڑاتی رہی ہے لیکن یہ واقعہ تو ہو کر رہنے والا ہے اور جب میں یہ کہتا ہوں کہ یہ واقعہ ہو کر رہنے والا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک یا دو باتیں دنیا کے سامنے ایسی نہیں رکھی ہیں جو دنیا کو انہونی نظر آتی تھیں بلکہ ایک سلسلہ ایسی باتوں کا آپ نے رکھا ۔ اس میں سے پہلی بات ہو چکی ۔ آپ نے ۱۹۰۲ء میں فرمایا تھا کہ اس وقت مغربی طاقتیں صرف مغربی طاقتوں کو طاقت سمجھتی ہیں یعنی دنیا میں صرف ان کا اقتدار ہے اور جو وہ چاہیں باقی اقوام سے منواتی ہیں ۔ اور دوسرے کسی ملک یا قوم کو یہ طاقت ہی نہیں کہ ان کے مقابل پر کھڑا ہو جائے لیکن آپ نے فرمایا کہ مشرقی طاقتیں اُفقِ سیاست اور اُفقِ انسانیت پر اُبھرنے والی ہیں ۔ ۱۹۰۲ء میں آپ نے یہ فرمایا اور یہ بتانے کیلئے کہ یہ میری پیشگوئی کے مطابق اُبھرنے والی ہیں ۔ آپ نے ساتھ ہی یہ فرمایا کہ جو مشرقی طاقتیں اُبھرنے والی ہیں ان کے صاحب اقتدار ہونے کے بعد اور ان کی وجہ سے کوریا کی حالت نازک ہو جائے گی ۔ تو ان مشرقی طاقتوں کے ابھرنے کو کوریا کی نازک حالت کیساتھ وابستہ کر دیا اس وقت یہ کسی کے وہم میں بھی نہ آ سکتا تھا ۔ پہلے جاپان ایک مشرقی طاقت کی حیثیت میں اُفقِ انسانیت پر اُبھرا ، پھر چین اُبھرا اور ہر دو طاقتیں جو ہیں وہ ایسی ہیں کہ ان کی وجہ سے کوریا بچارے کو مصیبت اُٹھانی پڑی ۔ اس کی حالت زار رہی ، اور نازک رہی اور لمبا عرصہ رہی ۔ وہ بڑی عبرت ناک داستان ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے پڑھے لکھے احمدی بچوں اور دوستوں کو چاہیئے کہ انسائیکلو پیڈیا اور دوسری ایسی کتابیں جن میں آرٹیکلز ہوں ، اس کے متعلق ، یا جو کوریا کی نازک حالت کی تفصیل بیان کرتی ہوں ان کا مطالعہ کریں ۔ آدمی حیران ہوتا ہے کہ جس کو دنیا نہیں جانتی تھی ۔ وہ دنیا کی خبریں دے رہا ہے اور خبریں بھی ایسی جنہوں نے تاریخ انسانی کا رخ بدل دیا ہے اور وہ پیشگوئیاں جنہوں نے آگے

جا کر تاریخ انسانیت کا رخ بدلنا تھا۔ پہلی یہ بات بتائی اس سلسلہ میں، اس رنگ میں مَیں نے سوچا ہے۔ بڑا لمبا سلسلہ ہے لیکن بڑے اہم واقعات ہیں یہ۔ دو مشرقی طاقتوں کا اُبھر آنا اور مغرب کو تسلیم کرنے پر مجبور ہو جانا کہ یہ طاقت ہیں اور ہمارے مقابلہ کی طاقت ہیں۔ انسان حیران ہوتا ہے کہ وہ چین جو ۱۹۰۲ء میں کسی شمار میں نہیں تھا، جس کی وجہ سے کوریا کی نازک حالت ہوئی اب جو اس وقت جو سیاست دنیا کی چل رہی ہے۔ امریکہ (یونائیٹڈ سٹیٹس آف امیریکا) اور روس کو آپس میں قریب لانے کی وجہ ہی یہ چین ہے۔ تو یہ دونوں ملک سمجھتے ہیں کہ اگر ہم لڑ پڑے تو پھر دنیا پر چین کی حکومت ہوگی۔ اس واسطے بہتر یہ ہے کہ ہم نہ لڑیں آسمان سے کیا مصیبت آئے گی یہ تو وقت آنے پر پتہ چلے گا تو بہرحال عجیب واقعہ رونما ہونا ہے اور بالکل اَن ہونا، ناممکن۔ کوئی بڑے سے بڑا فلاسفر بھی کھڑے ہو کر اگر یہ بات کہتا اور کہتا کہ میں ان باتوں سے نتیجہ نکالتا ہوں تو جو اس کے ماننے والے، اس کی قدر کرنیوالے اور اس کو بڑا اچھا دماغ والا سمجھنے والے لوگ بھی سمجھتے کہ اس بچارے کا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ لیکن دنیا کا ایک مذہبی انسان جس کو پتہ ہی نہیں ظاہری حالات میں۔ جو کچھ اس نے علم حاصل کیا وہ منبع ہے علم غیب کا لیکن ظاہری حالات میں وہ دنیا کو نہیں جانتا اور دنیا اس کو نہیں جانتی اور وہ خبریں دے رہا ہے چین اور جاپان کے متعلق اور پھر وہ پوری بھی ہو رہی ہیں۔

پھر شاہی نظام کا روس کے اندر تباہ ہو جانا، اس کی خبر وقت سے پہلے دی بڑی زبردست پیشگوئی ہے۔ یہ ایک بادشاہت کی تباہی کی خبر نہیں بلکہ ایک ایسی بادشاہت کی تباہی کی خبر ہے جس کے بعد وہ چیز پیدا ہونی تھی جس نے دنیا کا رنگ بدل دینا تھا اور وہ کمیونزم ہے۔ دنیا میں بادشاہتیں قائم بھی ہوتی ہیں دنیا میں بادشاہتیں جو ہیں وہ مٹتی بھی ہیں۔ یہ نہیں کہا کہ مصر کا بادشاہ فاروق تباہ ہو جائے گا اس کی بجائے جمہوریت آجائیگی اگرچہ وہ ایک واقعہ ہونا تھا اگرچہ وہ ایک غیب کا واقعہ تھا۔ یعنی وقت سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بتاتے تو یہ علم غیب کی بات تھی جو آپ بتاتے۔ لیکن اس قدر اہمیت کی وہ حامل نہیں تھی جتنا کہ زار روس کا تباہ ہونا تھا اور نہ مصر کے بادشاہ کی تباہی ایسی تھی کہ انسان کی تاریخ کا دھارا اس نے بدل دینا تھا۔

تو جو بادشاہتیں تباہ ہوتی ہیں۔ ان میں سے اس بادشاہت کا انتخاب کیا جس کے نتیجہ میں دنیا کی تاریخ نے رنگ ہی اور پکڑنا تھا پھر کمیونزم کے برسر اقتدار آنے کی پیشگوئیاں ہیں حضرت مسیح

موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بتایا گیا اس لنک میں ۔ پھر پانچ زلزلوں کی پیشگوئی ہے اوران کی تفصیل بتائی گئی ہے، جیسا کہ میں نے بتایا ہے ۔اس تفصیل پر آپ غور کریں تو اس وقت تک دو واقعات اور ایک کی بعض باتیں ہمارے سامنے آگئی ہیں ۔ یہ شکل جو اختیار کرسکتی ہے اس کے متعلق تفصیل سے بیان کیا گیا ہے اوران کو ہم نکال کے جنگ نمبر ایک کے ساتھ، جنگ نمبر دو کے ساتھ پھر تیسری ہونے والی کے ساتھ ملا کے دیکھ سکتے ہیں ۔جیسا کہ ایک بڑی نمایاں چیز میں نے آپ کے سامنے یہ رکھی ہے کہ علاقہ میں زندگی کا خاتمہ یہ ابھی تک نہیں ہوا ناممکن تھا ۔لیکن اب ممکن ہوگیا ہے ہمیں نظر آرہا ہے جہاں ایک ہزار ایٹم بم گر جائے، وہاں زندگی ختم ہوجائے گی ۔کوئی سارا ملک ہو انگلستان جیسا، یا کسی ملک کا پچاس فیصد یا تیس فیصد یا دس فیصد لیکن جس جگہ وہ حملہ ہوگا وہاں زندگی باقی نہ رہے گی ۔پہلی دو جنگوں میں ایسا نہیں ہوا تیسری عالمگیر تباہی جو ہمارے سامنے آرہی ہے ۔اس میں ایسا ہونا ممکن بن گیا ہے ۔ یہ نہیں ہم کہہ سکتے کہ ایسا ہوجائے گا اس کی ایک وجہ ہے ۔اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دنیا میں مبعوث ہوکر یہ دعویٰ کیا ہے کہ میں بڑی بشارتیں لیکر آیا ہوں ان لوگوں کیلئے جو مجھ پر ایمان لاتے ہیں اور مجھے ڈرانے کا اور انذار کا حکم دیا گیا ہے ان لوگوں کیلئے جو میری طرف منہ نہیں کرتے ،اور اسلام پر ایمان نہیں لاتے اور رسول کریم ﷺ کے مقام کو نہیں سمجھتے ۔اپنے ربّ قدیر کے ساتھ پیار کا اور محبت کا تعلق قائم نہیں کرتے ۔کیا ہمارا فرض نہیں کہ ہم یہ باتیں دنیا کو بتائیں اور بغیر کسی مزاحمت کے بتائیں بغیر کسی خوف کے بتائیں ،بغیر اس ڈر کے بتائیں ،کہ اگر ہم نے یہ باتیں کیں تو یہ لوگ ہم سے ناراض ہوجائینگے یا ہمیں گالیاں دینے لگ جائیں گے یا بُرا بھلا کہنے لگ جائیں گے یا ہمیں تکلیف دینے کی کوشش کریں گے ،کیونکہ ہمیں اس لئے پیدا نہیں کیا گیا کہ ہم اپنے نفسوں کو تکالیف دنیوی سے بچائیں ہمیں تو پیدا ہی اس لئے کیا گیا ہے کہ ہم دنیا کو تکالیف سے بچانے کی کوشش کریں ۔

تو یہ باتیں میں چاہتا تھا کہ ان اقوام کے سامنے پیش کروں اب وہاں مجھے خوشی ہے اس لحاظ سے کہ حالات اس لحاظ سے بہتر ہوگئے ہیں کہ وہ چھپا ہوا تعصب جو ان لوگوں کے دلوں میں اسلام کے خلاف تھا وہ مشرق وسطیٰ کی جنگ سے ابھر آیا ہے ۔اب کل یا صبح راستہ میں بعض حصے ڈاک کے میں نے پڑھے ہیں ۔ اس میں یورپ سے یہ خط آیا ہے کہ وہ افسران حکومت سوئٹزرلینڈ جنہوں نے پہلے یورپ کی ریسپشن (Reception) میں آنا قبول کرلیا تھا، وعدہ کیا تھا، ہم آئیں گے انہوں نے یہ کہہ کر انکار کردیا

کہ اس جنگ کے بعد اب ہم اس میں شامل نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ مسلمانوں نے جہاد کا اعلان کر دیا ہے مسلمانوں نے تو زبان سے جہاد کا اعلان کیا ہے۔ دوسری طرف سے تو ہر قسم کے ہتھیار لیکر انہوں نے عملاً جا کر اعلان کیا اور بڑی تباہی مچائی اور بڑا مظلوم ہے اس وقت وہاں کا مسلمان۔ کئی ملکوں سے تعلق رکھنے والا، گھروں سے بے گھر، زخمی، بالکل جیب میں ایک پیسہ نہیں لنگڑے، لولے، وہ اپنے علاقوں کو چھوڑنے پر مجبور ہوئے ہیں اور دوسری جگہ پناہ لے رہے ہیں۔ سوچ کے بھی انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

تو وہ تو سارا کچھ بھول گئے۔ لیکن لفظ جہاد سے چڑ گئے ہیں۔ تو ٹھیک ہے تمہارے چڑنے سے کیا حاصل ہوگا۔ تم آج چند ہزار یا کم وبیش سمجھیں کہ زخمی اور جو وہاں میدان جنگ میں مارے گئے یا پھر جو شہری زخمی ہوئے، یا مارے گئے ایک لاکھ کے لگ بھگ ہونگے۔ تو ایک لاکھ تو کوئی چیز ہی نہیں اس تباہی کے مقابلہ میں جو تمہاری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے تمہارے سامنے کھڑی ہے۔ جس کے متعلق یہ کہا گیا ہے کہ تم جو مرضی ہے کرلو اپنی طرف سے اس کو ٹال نہیں سکتے کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد کو نہیں آئے گا کوئی ماں جایا جو ہے، اس کو یہ ہمت نہیں پڑے گی وہ آ کے تمہیں اس تباہی سے بچالے اور تمہاری یہ تعلّی کہ خدا نہیں ہے، اور سب کچھ ہم ہی ہیں اور ہمیں سب کچھ طاقت ہے یہ تعلّی بھی تمہارے کام نہیں آئے گی خدا زور آور حملوں کے ساتھ اپنے وجود اور توحید کو آج منوانا چاہتا ہے اور وہ منوا کے رہے گا۔ صرف ایک صورت ہے بچنے کی انبیاء کی اصل غرض تبشیر ہے بشارتیں دینا ہے، ان کو جوڑنے کیلئے ان کو راہ راست پر لانے کے لئے انذاری پیشگوئیاں کی جاتی ہیں۔ بچنے کی صرف ایک صورت ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ اصلاح کو قبول کریں اسلامی تعلیم کی حقانیت کو ان کے دل تسلیم کرنے لگیں اور آسمان کا نور جو ہے وہ ان کے سینوں کو اور انکی آنکھوں کو منور کر دے اور نبی کریم ﷺ کو بُرا بھلا کہنے کی بجائے آپ پر درود بھیجنے لگیں۔ اس لئے کہ وہ دنیا کا حقیقتاً محسن اعظم ہے۔ تو پھر وہ محسن اعظم اپنی شفاعت کے نتیجہ میں تمہیں بچا سکتا ہے۔ (مغربی اقوام کو) اس کے علاوہ حفاظت کا کوئی ذریعہ ان کے پاس نہیں ہے۔ احمق ہیں وہ لوگ اگر وہ اپنے آپ کو محفوظ سمجھتے ہیں۔

ان باتوں کا انکے کانوں میں ڈالا جانا ضروری ہے اور یہی میں بتا رہا ہوں کہ یہی مقصد میرے سفر کا ہے میں کھل کر ان سے بات کرنا چاہتا ہوں ایک دو نوٹ تو میں نے تیار کئے ان میں یہ ہوگا کہ بعد میں

بعض ایسے قلبی سامان پیدا ہو گئے کہ دل ہی نہیں کچھ اور نوٹ تیار کرنے کا۔ میں نے سمجھا وہی ہوگا جو کچھ ہوگا گھبرانے کی بات نہیں تسکین ہوگئی لیکن کھول کے انہیں بتانا چاہیے کہ تم اپنے نفسوں پر ظلم اپنی نسلوں پر ظلم یہ پیشگوئیاں ہیں جو پوری ہو چکی ہیں اور یہ وہ واقعات ہیں جن کے پورا ہونے کا انسان تصور بھی نہیں کر سکتا تھا اس وقت جس دن یہ اعلان کیا گیا تھا کہ یوں واقع ہوگا اور یہ ایک سلسلہ ہے یوں ہوگا یوں ہوگا یوں ہوگا اور اس کے آخر پر یہ ہے کہ غلبۂ اسلام ہوگا وہ غلبۂ اسلام خدا کے فیصلہ کے مطابق اس دنیا میں ضرور ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ۔ اس کو دنیا کی کوئی طاقت جو ہے مٹا نہیں سکتی۔

غلبۂ اسلام دو طرح ہو سکتا ہے یا یہ قومیں مسلمان ہو جائیں یا یہ قومیں تباہ ہو جائیں کیونکہ اسلام کے دشمن ہیں۔ تو ان کو جا کے یہ بتاتا ہے انشاء اللہ کہ تم تباہ ہونے کا جو راستہ ہے اس کی بجائے بچنے کا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے حصول کے راستے کو اختیار کرو۔ یہاں بھی میری طبیعت پر اثر ہے کہ ہم لوگ انذاری حصے کو نمایاں نہیں کرتے۔ تھوڑی سی مزاحمت پیدا ہوگئی ہے ہمارے میں اور یہ ظلم ہے۔ یعنی اگر حقیقتاً سچا جذبہ ہمدردی اور غمخواری کا ہے اور آپ کو نظر آ رہا ہے کہ آپ کا ایک بھائی تنور کے کنارے پر کھڑا ہے اگر یہ گر گیا تو جل جائے گا، راکھ ہو جائے گا۔ اس کے وجود کا نام و نشان مٹ جائے گا۔ اس وقت آپ کہیں جناب عالی! ذرا اِدھر متوجہ ہوئیے اور قبل اس کے کہ آپ اپنا فقرہ ختم کریں وہ اندر جا پڑے اس وقت تو ہمدردی کا تقاضا یہ ہے کہ اس کو پکڑ کر بازو سے اسے جھٹکا دے کے پیچھے کریں۔ کہاں جا رہے ہو تمہیں نظر نہیں آ رہا آگے کیا ہے تمہاری ہمدردی کا یوں جذبہ ہونا چاہئے!!!

۱۹۴۷ء کی بات ہے مسجد اقصیٰ (قادیان) کے غربی دروازہ پر بعض ہمارے بھائی اور بہنیں تھیں جو احمدی نہیں تھے۔ وہاں وہ پھنس گئے تھے ان کو نکالنے کے لئے میں سامان کر رہا تھا میں اور میرے ساتھی۔ تو اوپر سے ایک سکھ بندوق لئے ہوئے آیا سامنے جو مکان تھا اس کی چھت پر، وہ رائفل اپنی یوں اُٹھا رہا تھا میری طرف نشانہ باندھنے کیلئے تو میرا ایک ساتھی جو میرے پاس کھڑا تھا اس کی اس پر نظر پڑ گئی۔ میری نظر اس طرف نہیں گئی کیونکہ میں دوسرا کام کر رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے میری حفاظت کرنی تھی اس کے دماغ کو صحیح راستہ پر ڈال دیا اگر وہ مجھے کہتا کہ میاں صاحب! جناب! آپ کی جان بڑے خطرہ میں ہے مہربانی فرما کر آپ اندر ہو جائیں تو اتنے عرصہ میں اس کی رائفل چل پڑتی۔ اس نے ایک لفظ مجھ سے نہیں کہا اس نے اتنے زور سے مجھے دھکا دیا کہ میں پلٹیاں کھاتا ہوا مسجد کے اندر چلا گیا اور میں حیران کہ کہیں پاگل تو

نہیں ہو گیا میرا یہ ساتھی !!!اس کے بعد ایک قدم لیا اور وہ اندر آ گیا تو مجھے کہنے لگا کہ رائفل کا نشانہ آپ کی طرف ہو رہا تھا اور کوئی صورت نہ تھی۔

ایسے وقت میں اپنے بھائی کو یا کوئی بزرگ بھی ہو اس کو دھکا دینا یہ محبت کی علامت ہے۔ یہ ہمدردی اور غمخواری کی علامت ہے۔ یہ بغض اور حسد اور کینہ کی علامت نہیں ہے۔ تو ان لوگوں کو آپ کو سمجھانا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے یہ جو انذاری پیشگوئیاں ہیں ان کے متعلق ایک یہ وعدہ بھی دیا ہے یا اطلاع دی ہے کہ کبھی میں خاموشی اختیار کروں گا اور کبھی میں اپنے قہر کے جلوے دکھانا شروع کروں گا، کبھی میں روزہ رکھوں گا کبھی میں افطار کروں گا۔ بیچ میں ایسا زمانہ آتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ مہلت دیتا ہے کہ شاید دلائل کے ساتھ اور محبت کے جو آسمانی نشان ہیں ان کے ساتھ دنیا سمجھ جائے۔ کبھی اللہ تعالیٰ اپنے غضب میں ہوتا ہے مجھ پر نامعلوم وجہ سے بھی اور بعض قرائن سے بھی یہ اثر ہے۔ میں کہہ سکتا ہوں کہ آج خدا غضب میں ہے۔ پس خدا کے اس غضب سے اپنے بھائیوں کو بچانے کیلئے آپ سے ہر ممکن کوشش جو ہو سکتی ہے وہ کریں۔ دنیا کے ہر ملک میں جہاں بھی احمدی ہیں ان کا فرض ہے۔ اگر آپ پچھلے دو سال کے سارے اس قسم کے واقعات جن سے انسانی جانیں تلف ہوئیں ہیں وہ نکالیں اور ان کا مقابلہ کریں آج کل سے دس سال پہلے کے حالات سے یا سات سال پہلے کے حالات سے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ واقعی خدا غضب میں ہے۔ زلزلے ہیں، طوفان ہیں، قحط ہیں، آسمان کا پانی خشک ہو رہا ہے زمین کا پانی خشک ہو رہا ہے۔ ابھی راستہ میں ہی میں نے ایک دیہات کے احمدی دوست کا ایک خط پڑھا کہ اب تاریخ کے لحاظ سے مون سون کا موسم ہو گیا ہے مگر بارش کوئی نہیں ہوئی۔ خبریں یہ آئی تھیں کہ بعض گاؤں والے پینے کے لئے پانی پندرہ پندرہ میل سے لا رہے ہیں۔ پندرہ میل کے اندر اور کوئی کنواں نہیں جس کا پانی خشک نہ ہو چکا ہو بعض جگہوں کے متعلق یہ خبر بھی تھی کہ حکومت نے وہاں گہری کھدائی کیلئے سامان بھیجے تو نیچے سے پانی ہی نہیں ملا۔ جب آسمان کا پانی خشک ہو جاتا ہے تو زمین کا پانی بھی ساتھ ہی خشک ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ بھی سبق دینا چاہتا ہے کہ تم اپنی عقلوں سے خدا تعالیٰ کا قرب حاصل نہیں کر سکتے۔ خدا کے قرب کے حصول کیلئے تمہیں آسمانی پانی کی ضرورت ہے اور یہ آسمانی پانی آج محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند جلیل کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کی طرف بھیجا ہے۔ یہ کہنا کہ ہم آسمانی پانی کے محتاج نہیں کیونکہ ہماری عقلیں ہی ہماری سب بھلائی کا

سب سامان پیدا کر سکتی ہیں اس سے زیادہ حماقت کی کوئی بات نہیں اور یہ دیہات کے واقعات بھی ثابت کر رہے ہیں آسمانی پانی خشک ہوا ساتھ ہی زمین کا پانی بھی خشک ہو گیا۔ زلزلے ہیں، آتش فشاں پہاڑ ہیں، بیماریاں ہیں، قحط ہیں، ہزار قسم کی بلائیں ہیں جو دنیا پر نازل ہو رہی ہیں اور تباہی کا جو مرکزی نقطہ ہے اس کی طرف جا رہی ہے۔ یہ ایک قانون قدرت ہے آہستہ آہستہ مینٹل ٹینشن (Mental Tension) کرتا ہے ہر چیز تو یہ تباہی کے واقعات جو ہیں ان کے اندر شدت پیدا ہوتی چلی جا رہی ہے اور تباہی کے ان واقعات کا رُخ اس مرکزی نقطہ کی طرف ہے جو تیسری عالمگیر تباہی کی شکل میں دنیا پر ظاہر ہونی ہے جس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی ہے۔ اگر ہم انسان سے اور انسانیت سے محبت رکھتے ہیں ان کے ہمدرد اور خیر خواہ ہیں تو ہمارا فرض ہے کہ بغیر کسی ہچکچاہٹ کے اور بغیر کسی خوف کے بغیر کسی مزاحمت کے ان باتوں کو ان کے سامنے رکھیں ورنہ اللہ تعالیٰ کے غضب کے مستحق ہوں گے۔

تو ارادہ ہے کہ ان حالات میں جو پیدا ہو گئے ہیں یعنی تعصب اور بھی بڑھ گیا ہے۔ اس قسم کی صاف صاف باتیں ان لوگوں کو بتائی جائیں تا کہ ان پر اتمام حجت ہو جائے۔ میں نے بعض دفعہ سوچا ہے کہ شاید ایسی عالمگیر تباہی اس وجہ سے رُکی ہوئی ہو کہ ہم نے ابھی تک ان قوموں پر اِتمام حجت نہیں کی اور خدا تعالیٰ نہیں چاہتا کہ قبل اس کے کہ اتمام حجت ہو ان کو اپنی گرفت میں لے لے تو بڑی کثرت کے ساتھ اور بڑی تضرع کے ساتھ اور عاجزی کے ساتھ اور انتہائی ہمدردی اور خیر خواہی کے جذبہ میں یہ دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ان کی آنکھیں کھولے اور ان کو سمجھ عطا کرے اور عقل دے ان کو اور وہ صداقت کو پہنچاننے لگیں اور خدا تعالیٰ کے غضب سے بچ جائیں کیونکہ آج خدا تعالیٰ کے غضب سے بچانے کیلئے اور کوئی کشتی نہیں ہے۔ سوا اس کشتی کے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیش فرمائی ہے اس سے باہر تباہی ہی تباہی ہے۔

پس اس سفر کے متعلق نئی اور پرانی بہت سی خوابیں دوستوں نے دیکھیں اور مجھے لکھیں۔ انجام کے لحاظ سے تو ساری مبشر ہیں ویسے بعض بڑی مبشر خوابیں ہیں لیکن بہت سی خوابوں میں بعض پریشانیوں کی طرف بھی اشارہ ہے سفر کی پریشانیاں۔ اللہ تعالیٰ جو اس بات پر قادر ہے کہ وقت سے پہلے ان پریشانیوں کی خبر دے دے وہ اس بات پر بھی قادر ہے کہ ہماری دعاؤں کے نتیجہ میں اور اپنی رحمت کو جوش میں لا کے ان پریشانیوں کو دور کر دے تو دوست دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ پریشانیوں سے تو بچائے اور جو بشارت کی

باتیں ہیں جو خوشخبریاں ہیں انکو پورا کرے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ ہماری کسی غفلت یا کوتاہی کے نتیجہ میں ان میں کوئی روک پیدا ہو جائے۔ میں نے خود ایک بڑی تفصیلی خواب دیکھی ہے وہ چندروز کی بات ہے بڑی مبشر خواب ہے؟ مختصراً بتا دیتا ہوں۔ ورنہ بہت دیر ہو جائے گی۔ پہلے ہی دیر ہو چکی ہے میں نے دیکھا کہ ہم قادیان میں ہیں اور مجھے اور منصورہ بیگم (جو میری بیگم ہیں) ان کو عرفانی صاحب کے گھر کسی تقریب پر بلایا گیا ہے اور جب ہم پہنچے ہیں تو وہی گلی (جو ہماری آنکھوں کے سامنے گلیاں پھرتی رہتی ہیں) قادیان کی اسی گلی میں سے گزرے ہیں جو ماتھا ہے گلی کی طرف عرفانی صاحب کے گھر کی وہ بھی وہی ہے جو ہم نے دیکھا تھا لیکن جس وقت ہم اندر داخل ہوئے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک بہت بڑا حلقہ ہے جس کا دروازہ جو ہے اندر داخل ہونے کیلئے وہ بھی قریباً اتنا بڑا ہے جتنی یہ مسجد اور دو منزلہ اوپر تک گیا ہوا ہے۔ دونوں طرف اس کے کمروں کی قطار ہے اور جہاں وہ ختم ہوتے ہیں وہاں ہماری حویلیاں چاروں طرف کمرے ہوتے ہیں۔ تو جو مجھے نظارہ نظر آیا اس سے ایک کمرہ پھر دونوں طرف ایک ایک کمرہ وہاں بھی ہے اور سامنے ایک اونچی جگہ ہے سبز گھاس سے ڈھکی ہوئی اور ساری اس تقریب کا انتظام وہاں ہے اور ہمیں وہ لے گئے ہیں اور سب سے اونچی جگہ جو اس قلعہ کے اندر کی دیوار کی طرف منہ کر کے ایک کاؤچ بچھا ہوا ہے ہم دونوں کو اس کے اوپر جا کے بٹھا دیا اور اس وقت میں نے دیکھا کہ سامنے کی دیوار جو اندازے کے مطابق شاید دوسَو یا تین سَو فٹ ہوگی جس کا ہال ہی اتنا بڑا تھا داخلے کا آپ اندازہ کر سکتے ہیں۔ اتنی خوبصورتی کے ساتھ سجائی ہوئی ہے کہ انسان اس زندگی میں اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ مختلف رنگ ہیں جو نکل رہے ہیں دیوار میں سے پھوٹ پھوٹ کر، نہ کوئی بلب ہے وہاں اور نہ کوئی ٹیوب ہے اور اس خوبصورتی میں میں محو ہو جاتا ہوں اتنی خوبصورتی ہے۔ میں تفصیل میں نہیں جاتا۔ یعنی جب پہلی نظر اس پر پڑی ہے تو میں محو ہو گیا ہوں خوبصورتی میں۔ کچھ عرصہ کے بعد پھر میں نے اس کی تفصیل میں جانا شروع کیا تو پہلی چیز جو میرے سامنے نمایاں ہوئی وہ یہ تھی کہ سامنے بالکل اس بلندی پر جو دوسری منزل کی چھت کے قریب ہے بہت خوبصورت پھول جو پہلے نظر آ رہے تھے وہ اُبھرے ہوئے تھے تو پہلے ہی لیکن توجہ نے انہیں اور اُبھار دیا اور میں نے دیکھا کہ وہاں پورے اس کی چوڑائی میں جو قریباً اتنی تھی جتنی یہ سامنے کی دیوار ہے۔ اس کے اوپر لکھا ہوا ہے اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ جیسا کہ میں نے بتایا ہے اور مختلف رنگ ہیں اس کے بیچ سے پھوٹ رہے ہیں۔ اس کے بعد میں نے زیادہ غور کرنا شروع کیا خوبصورتی کی تفصیل

پر، تو میں نے دیکھا (ویسے میں مختصر کر رہا ہوں کیونکہ دیر ہوگئی ہے بعض حصہ عام آپ کو بتانے کیلئے تا کہ آپ کو دعا کی طرف زیادہ توجہ ہو) کہ وہ سارے خوبصورت پھول سے جو ہیں، وہ سارے شعر ہیں جن کو لکھا اس طرح گیا ہے۔ سبز رنگ کی روشنی ان میں سے نکل رہی ہے کہ وہ پھول نظر آتے ہیں پہلی نظر میں، لیکن ہیں وہ شعر۔ جب میں نے غور کیا۔ مجھے کوئی شعر یاد نہیں رہا لیکن مجھے یہ یاد ہے کہ میں نے دو چار شعر پڑھے ہیں جب میں نے پڑھے تو مجھے یہ محسوس ہوا کہ یہ تو میرا سہرا ہے۔ شادی کے موقع پر جو سہرا کہا جاتا ہے۔ وہ ساری دیوار کے اوپر کئی سَو شعر لکھا ہوا ہے اور سارا سہرا ہے اور میں دل میں حیران ہوتا ہوں اور اس کی تعبیر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ غیر متوقع حالات میں خوشخبریوں کے سامان پیدا کرے گا۔ میں دل میں سوچتا ہوں کہ یہ عجیب لوگ ہیں انہوں نے مجھے بتایا ہی نہیں اور میرا یہ انتظام کر دیا ہے یہاں اور سہرا بھی وہاں لکھ دیا اور سارے پہ سجا دیا اور فنکشن کر دیا۔ یہ کیا انہوں نے کیا ہے؟ یہ عجیب بات ہے کہ نہ کوئی مشورہ نہ کچھ اور یہ کیا ہو گیا ہے۔

تو اس کے بعد میں نے اور غور کیا ہے تو میں نے دیکھا کہ دائیں طرف کا برج اوپر سے نیچے تک نہایت خوبصورتی کے ساتھ سجا ہوا تھا اور جس کے ہر ابھار اور پھول کی شکل میں سے روشنی مختلف رنگوں کی نکل رہی تھی وہ سب کیلے کا ہے یعنی کیلے ہیں اس طرح ترتیب سے رکھے ہوئے کہ انہی سے الفاظ بنتے ہیں اور ان کے اندر سے ہی روشنی نکل رہی ہے۔ کیلا اپنی تاثیر کے لحاظ سے بہت اچھا ہے اور درمیان میں ساری دیوار کے اوپر جو سجاوٹ ہے وہ خشک پھل کی ہے۔ بادام اور پستہ اور اس قسم کی دوسری جو چیزیں ہیں ان کے ہی سارے پھول بنائے گئے ہیں اور ان سے ہی وہ شعر لکھے گئے ہیں اور حروف بنائے گئے ہیں اور ہر ٹکڑا جو ہے یعنی ایک بادام جو ہے اس کے اندر سے روشنی نکل رہی ہے۔ کسی میں سے سرخ، کسی میں سے سبز، کسی میں سے کچھ اور قسم کی مختلف روشنیاں ہیں اور وہ اندر سے پھوٹ پھوٹ کر جس طرح پانی بہہ رہا ہوتا ہے چشمہ سے نکل کے اسی طرح روشنیاں نکل رہی ہیں ان سے۔ پھر میں نے دیکھا تو دائیں طرف ایک کمرہ جو کیلا ہی ہے اس حصہ کا اور اس بازو کا اس پر میری جب نظر پڑی یعنی مجھے خیال نہیں آتا خواب میں کہ اس وقت اُبھری ہے لیکن میری نظر پڑی تو بیس فٹ اونچائی اور بارہ پندرہ فٹ چوڑائی کی دیوار کے اوپر ایک عورت کی تصویر ہے اور جب میں نے اس کو غور سے دیکھا تو مجھے یہ نظر آیا کہ وہ عورت قیام میں ہے۔ اس طرح اس نے ہاتھ باندھے ہوئے ہیں، آنکھیں اس کی نیچی ہیں سجدہ گاہ کی طرف اور

سر ڈھکا ہوا ہے تو میرے دیکھتے دیکھتے یعنی پہلے تو میں سمجھا تھا کہ تصویر ہے دیوار کے اوپر بن گئی لیکن میرے دیکھتے دیکھتے اس میں زندگی پیدا ہوئی اور اس کے ہونٹ ہلنے لگے اور ہے وہ کافی فاصلے پر مجھ سے کیونکہ میں اس کے مقابلہ پر کاؤچ کے اوپر بیٹھا ہوا ہوں لیکن وہ بڑی نمایاں مجھے نظر آ رہی ہے اور اس کے ہونٹ اس طرح ہل رہے ہیں جس طرح وہ سورۃ فاتحہ پڑھ رہی ہو یا قرآن کریم کی کوئی اور سورۃ پڑھ رہی ہو اور پھر اس کے بعد میں نے دیکھا کہ دائیں طرف مجھے وہ لے گئے ہیں دکھانے کے لئے تو جو دائیں طرف کمرہ تھا جب میں وہاں پہنچا ہوں میں اور جو میرے ساتھی ہیں تو جو سب کا مالک اور ان کا کرتا دھرتا ہے اس نے مجھے کہا یہ دیکھیں دائیں طرف!!! اس نے ہاتھ سے اشارہ کیا جب میں نے اس طرف دیکھا تو وہاں پانچ آٹھ گز کی کارڈ بورڈ پر جس طرح کارڈ پر آدمیوں کی شکلیں بنائی گئی ہوں اس طرح پہلو بہ پہلو وہ کھڑی ہیں وہ پانچ شکلیں جن میں سے یا دو عورتیں تھیں یا تین لڑکیاں دو مرد یا دو لڑکیاں اور تین مرد اب مجھے یاد نہیں رہا اور جب میں نے یوں دیکھا تو ان کے اندر بھی زندگی پیدا ہوئی اور انہوں نے ہونٹ ہلانے شروع کئے۔ لیکن میں یہ نہیں سمجھا کہ یہ ہونٹ قرآن کریم کی تلاوت یا خدا تعالیٰ کی حمد کر رہے ہیں لیکن ہونٹوں کو ہلتے ہوئے میں نے دیکھا اور کہنے والے نے اس وقت یہ کہا کہ یہ وہ ہمارے لوگ ہیں جو مر چکے ہیں تو میں نے اس کو جواب دیا جو تمہارے لوگ مر چکے ہیں مجھے ان سے کوئی دلچسپی نہیں اور یہ کہہ کر کہ مجھے ان سے کوئی دلچسپی نہیں میں اپنی بائیں طرف گھوم گیا اور وہاں کچھ قرآن مجید رکھے ہوئے تھے میں نے انہیں غور سے دیکھنا شروع کر دیا۔

ویسے تو بڑی مبشر خواب ہے اس کے دو حصے یہ بھی ہیں کہ ان اقوام کا ایک حصہ اسلام کی طرف مائل ہو جائے گا اور کچھ حصے جو ہیں انہوں نے اپنے لئے ہلاکت اور موت کو اختیار کرنا ہے۔ ہمیں جس چیز میں دلچسپی ہے وہ یہ ہے کہ جتنوں کو ہم موت اور ہلاکت سے بچا سکیں ہم انہیں بچا لیں۔

حافظ مبارک احمد صاحب نے جو آج کل سندھ میں ہیں مجھے لکھا ہے (خط جو مجھے ابھی ابھی دراز سے ملا ہے) کہ انہوں نے دو تین خوابیں دیکھی ہیں ان میں سے ایک یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف لائے ہیں۔ حافظ صاحب لکھتے ہیں کہ میں کھڑا ہوا پھر مصافحہ کیا اور پھر سامنے کھڑا ہو گیا اتنی دیر میں ایک سانپ اُڑتا ہوا آیا اور ہم دونوں کے درمیان میں آ کر گرا، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے اوپر پاؤں رکھا اس کا سر کچلا اور اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ کہتے ہیں تب میں نے دیکھا کہ یہ

اصل سانپ بھی نہیں تھا بلکہ بچوں کا کھلونا تھا تو لکھتے ہیں کہ تعبیر میرے ذہن میں یہ آئی کہ مخالفت ضرور ہوگی کسی نہ کسی رنگ میں لیکن اس کی حیثیت بچوں کے کھلونے سے زیادہ نہ ہوگی۔

دوسرا انہوں نے لکھا کہ میں نے کشفی حالت میں دیکھا کہ ایک بزرگ سفید کپڑوں میں ملبوس میرے پاس آیا (یعنی حافظ صاحب کے پاس جنہوں نے خواب دیکھا) اور اس نے مجھ سے عربی میں باتیں شروع کیں تو حافظ صاحب سے وہ پوچھتا ہے کہ تمہیں پتہ ہے حضرت امیر المومنین یورپ کے سفر پر جارہے ہیں؟؟؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں مجھے علم ہے۔ اس پر وہ مجھے کہنے لگا پوچھنے لگا کیا انہوں نے اللہ تعالیٰ سے اجازت لے لی ہے؟؟ کہتے ہیں کہ جب اس نے یہ سوال کیا تو میں نے دیکھا کہ آپ آئے ہیں۔ ایک مسجد ہے اس کی محراب میں کھڑے ہوگئے ہیں تو میں بھاگ کے آپ کے پاس پہنچا ہوں، یعنی یہ سارا کشفی نظارہ ہے اور میں پوچھتا ہوں کہ کیا آپ نے اللہ تعالیٰ سے اجازت لے لی ہے؟؟ تو میں نے حافظ صاحب کو جواب دیا کہ ہاں!!! میں نے اجازت لے لی ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجھے بڑی مبارک بشارت اور بڑی اعلیٰ درجے کی کامیابی کی خبر دی ہے تو اس کے بعد وہ کہتے ہیں کہ میں آپ کے پاس سے ہٹ کے پھر اسی بزرگ کے پاس (جو سفید کپڑوں میں ملبوس تھے) آ گیا اور کافی لمبا عرصہ وہ مجھ سے عربی میں گفتگو کرتے رہے۔ تو بیسیوں خوابیں ایسی ہیں اس خواب میں بھی، سانپ کا ایک ذکر ہے۔ خود میں نے خوابیں دیکھی تھیں کہ راستے میں کچھ پریشانی ہے جہاں تک اللہ تعالیٰ کی راہ میں پریشانی اور دکھ کا سوال ہے وہ تو خدا تعالیٰ کے بندے کے لئے دکھ نہیں ہوتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کسی نے سوال کیا کہ خدا کے بندوں کو دکھ کیوں پہنچتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ان سے جا کر پوچھو کہ وہ دکھ سمجھتے بھی ہیں کہ نہیں۔ تو جب وہ دکھ سمجھتے ہی نہیں تو تمہارے اعتراض کے کیا معنی؟ تو وہ تو کوئی چیز ہی نہیں لیکن اگر اصل مقصد حاصل ہو جائے اگر ہم اسلام کی فتح کے دن جلد لانے میں کامیاب ہو جائیں اتمام حجت کے بعد ان اقوام کی تباہی کی وجہ سے یا اتمام حجت کے بعد ان اقوام کو حلقہ بگوش اسلام بنانے کی وجہ سے جس طرح بھی ہو ہمارے لئے خوشی کا باعث ہے۔ اصل خوشی ہماری غلبۂ اسلام میں ہے۔ اصل خوشی ہماری اس چیز میں ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ یہ شیطان اور رحمٰن کی آخری جنگ ہے اور اس میں مقدر ہے کہ شیطان کا سر کچلا جائے تو ہم اپنے ربّ سے یہ دعا کرتے ہیں کہ اے خدا! جو فیصلہ تو آسمانوں پر کر چکا ہے زمین پر ہماری زندگیوں میں اسے جاری کر دے۔ جاری تو وہ ضرور ہوگا بعد

میں آنے والی نسلیں اس غلبہ کو دیکھیں گی اس دنیا میں بھی۔ اُس دنیا میں جا کے مومن کو تو خوشی ہی خوشی ہے۔ (اللہ تعالیٰ اپنی مغفرت کی چادر میں ہم میں سے ہر ایک کو لپیٹے) تو جس کو مغفرت مل گئی وہاں تو کوئی رنج نہیں ہے۔ لیکن انسان کی طبیعت کو اللہ تعالیٰ نے ایسا بنایا ہے کہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ اسلام کے حق میں جو فیصلے ہیں ہماری زندگیوں میں جاری ہو جائیں اور وہ باتیں جو ہیں وہ پوری ہو جائیں۔ وہ بشارتیں جو ہیں ان کو ہماری آنکھیں اسی کے مطابق ہوتا دیکھ لیں جو ہمیں بتایا گیا ہے تو ہماری یہ خواہش ہے اور ہم میں سے ہر ایک کی یہ خواہش ہونی چاہئے کہ ایسا ہو۔ شاید کچھ زیادہ تفصیل ہوگئی ہے تفصیل میں صرف اس لئے جا رہا ہوں کہ شاید اس کے نتیجہ میں آپ پہلے سے بھی زیادہ دعائیں کرنے لگیں کہ اس وقت دعاؤں کی بڑی ضرورت ہے، دعاؤں کی ضرورت ہے۔ اس سفر کو کامیاب کرنے کیلئے بھی کہ بغیر دعا کے ہمارا کوئی سہارا نہیں ہے۔ دعاؤں کی ضرورت ہے غلبۂ اسلام کے لئے بھی کہ آج سب سے زبردست ہتھیار اسلام کو اللہ تعالیٰ نے دعا کا ہی دیا ہے اور دعا کی ضرورت ہے آج انسان کو کہ اگر آج کی دعائیں اس کے حق میں قبول نہ ہوئیں تو خدا تعالیٰ کے قہر کا فیصلہ ان کے حق میں جاری ہو جائے گا۔

پس ہر نقطۂ نگاہ سے دعائیں کریں دعائیں کریں پھر دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ کا عرش جنبش میں آ جائے اور وہ یہ سمجھے کہ میرے بندوں نے اپنی زاری کو انتہاء تک پہنچایا اس لئے میں بھی اب اپنے رحم کو اپنی انتہاء تک پہنچاؤں گا۔ آمین

☆......☆......☆